رجسٹرڈ نمبر ال ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد می گفت گدا بودن کنعان خوشتر

کاکوری اخبار

ہفتہ وار

جلد ۱ | کاکوری، شنبہ، یکم جون سنہ ۴۰ع مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۵۹ھ | نمبر ۳

ادبیات

(غزل از مولوی محمد عاصم صاحب قیس کاکوروی)

خراب ہوں مجھے ساقی خراب رہنے دے نہ چھین ہاتھ سے جام شراب رہنے دے
مرا سوال سن اپنا جواب رہنے دے بلا بلا یہ کلام و خطاب رہنے دے
[illegible] لوٹ کے آئے شباب رہنے دے جو تجھ پہ مشغلۂ شیخ و شباب رہنے دے
خدا کیواسطے پی لے ذرا سی او واعظ یہ ذکر و فکر عذاب و ثواب رہنے دے
ہیں تو عشق میں ناکامیاں بھی دولت ہی نہ ناصحا ہوئے گر کامیاب رہنے دے
مری خود آنکھ جو دیکھے تجھے تو ہو مجھے رشک الٹ نہ چہرہ سے اپنے نقاب رہنے دے
گدا ہوں مجکو پلا اپنے جام کا صدقہ ادھر نہ نقد حساب و کتاب رہنے دے
بدل دے جسم مرا مرے پیرہن کی طرح بدل سکے مجھے وہ انقلاب رہنے دے
یہ دیکھ چہرۂ تاباں ساغر لبریز فضول منھ نہ بنا آفتاب رہنے دے
وہ جلوہ گر ہے جو ستر ہزار پردوں میں کہو یہ اس سے کہ اب حجاب رہنے دے
[illegible] تیری مرا سوال سن اپنا جواب رہنے دے
[illegible] شور قیامت غرور کو پڑے ہیں یہ انہیں مصروف خواب رہنے دے

غبار کو مرے ادھر ادھر نہ اڑا
غبار [illegible] تراب رہنے دے

فلسفۂ محبت

چشمے دریا میں ــــ اور دریا سمندر میں جا ملتے ہیں ــــ فضائے آسمانی کی ہوائیں ایک دوسرے سے ہمکنار ہوتی رہتی ہیں ــــ دنیا کی کوئی شے تنہا نہیں۔ کائنات کے جملہ مظاہر، قانون فطرت کے مطابق اپنے آپ کو ایک دوسری ہستی سے وابستہ کر دیتے ہیں۔ پھر کیوں نہ میں اپنی ہستی کو تیری ذات میں محو کر دوں۔

سربفلک کہسار معروف آسمان بوسی ہیں۔ موجیں ایک خاص عالم کیف و سرمستی میں ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہی ہیں کوئی پھول اپنے ہمجنس سے نفور رہے تو اسکی یہ خطا قابل عفو نہیں سمجھی جائیگی۔ شعاع مہر کرہ ارضی کو اپنی آغوش الفت میں لیے ہوئے ہے۔ چاندنی فرط محبت میں سطح بحر کو چومتی رہتی ہے۔ اس تمام بوس و کنار سے کیا حاصل؟ اگر تو مجھے پیار کرلے

(ترجمہ از شیلی) ماخوذ

مجرب چٹکلے:۔ آنکھ کے جالے کے دفع کرنے میں اسبغول اور معدنی سوڈا کو سرمہ سا کر کے آنکھ میں لگانا مجرب ہے۔

خفقان قلبی میں عرق سیب کیساتھ مربہ ادرک کھانا فائدہ کرتا ہے۔

جالا اور دھند کو دفع کرنے میں دمنہ فرنگ کو مثل سرمہ کے پیس کر آنکھ میں لگانا مجرب ہے۔

یرقان سیاہ کے لیے مونگا کا کشتہ اور یرقان زرد کے دفع کرنے کے واسطے

[illegible] سرکہ کیساتھ پھٹکری [illegible] مجرب ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۷ | کاکوری، شنبہ، یکم جون ۱۹۴۰ء | نمبر ۳

انجمن اخوان الصفّا

ہمارے قصبہ کا بہت پرانا اور ہر دلعزیز ادارہ انجمن اخوان الصفا جسکی مطبوعہ رپورٹ بابتہ ۱۹۳۱ء و ۱۹۳۲ء ہمارے پیش نظر ہے اور ہم نے حسرت بھری نظر ڈالتے ہوئے اول سے آخر تک اُس رپورٹ کو بغور پڑھا۔ جن مقتدر ہستیوں کے ہاتھوں اسکی داغ بیل پڑی تھی اور اس وقت کے جن نوجوانان وطن نے جس انہماک دلچسپی اور خلوص سے اس پودے کو لگا کر تین برس کی مدت میں پروان چڑھایا تھا اور اُس ادارہ کو کافی مضبوط ہی نہیں بلکہ اپنے سے کم عمر لوگوں میں جوش عمل بھی پیدا کر دیا تھا۔ دلی رنج و افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ دور میں اُس ادارہ کی کیا حالت ہوئی۔ سب سے زیادہ قابل شکایت وطن کا تعلیم یافتہ اور نوجوان طبقہ ہے جسکے ہاتھوں میں پڑ کر یہ ادارہ تقریبًا عالم سکرات میں پہونچ چکا ہے۔

ابھی بیشتر وہ حضرات باقی ہیں جنھوں نے اسکی آبیاری کی تھی اور اپنی انتھک اور مخلصانہ کوششوں سے وطن کے اس ادارہ کو بام ترقی ہی پر نہیں بلکہ اسکے بقا کے لئے ذرائع بھی پیدا کر دیے تھے وہ حضرات جب اس ادارہ کو جاں بلب دیکھتے ہیں تو دل مسوس کر رہ جاتے ہیں۔ ہم نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں انجمن کے مذاکرہ علمیہ کے جلسوں، پارٹیوں اور اجتماعات کو دیکھا ہے اور بزرگوں کے خطبات تقریریں لکچر سُنے ہیں جب اُن شاندار و پُر رونق مجالس کا خیال آتا ہے تو قلبی تکلیف محسوس ہوتی ہے اور جن ہستیوں نے سرگرمی سے کام کیا تھا وہ تو خون کے آنسو روئیں تو بجا نہیں۔ ایک موقع پر ایک بزرگ محترم کی زبانی جو غالبًا تحریر سالانہ رپورٹ کے وقت سکریٹری شپ کے خدمات انجام دے رہے تھے درد بھرے الفاظ میں انجمن کی کس مپرسی اور موجودہ نوجوانان وطن کی بے توجہی و مذاق کے فقدان کی شکایت سُنی ہے۔ ظاہر ہے ان محترم بزرگ کو کسقدر تکلیف قلبی ہو رہی ہوگی جبکہ موصوف کے الفاظ سے اُنکے دلی اذیت کا اظہار ہو تا تھا۔ موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ اُنکے باربار توجہ دلانے پر بھی آجکل کے عہدہ داران انجمن متوجہ نہیں ہوتے اور بھی دکھ ہوا کہ بنا بنایا ادارہ یوں خود غرضیوں کا شکار ہو رہا ہے اور برسوں سے نہ تو انجمن کے مذاکرہ علمیہ کے جلسے ہونا سنے گئے اور نہ کسی اور ایکزیکیٹیو کا حال معلوم ہوا۔ عام جلسہ کر کے جدید انتخابات کرنا تو بڑی بات ہے۔

ہم دلی رنج و افسوس کے ساتھ اسکا اظہار کرنے پر مجبور ہیں کہ نوجوانان وطن کو اور خصوصًا تعلیم یافتہ عزیزوں کو اسطرف متوجہ ہو کر جہاد کرنا چاہیئے اور وطن کی اس یادگار انجمن کی بقا و ترقی کی طرف قدم بڑھانا چاہیئے۔

ہم کو نہیں معلوم کہ اسوقت انجمن کی مجلس انتظامی میں کون کون حضرات شامل ہیں البتہ معتمد صاحب (سکریٹری) کا نام سُنا ہے۔ جنکے متعلق تعجب ہوتا ہے کہ باوجود تعلیم یافتہ ہونے اور علمی مذاق رکھنے کے انجمن کی اصلاح کی جانب متوجہ نہیں ہوتے۔ ایک بار ہم سے بھی ذکر آیا تھا تو اُنھوں نے عدم وصولی چندہ کی شکایت کی تھی اور ہمارے اعتراضات کا کوئی جواب نہ تھا۔ ہم نے سکریٹری صاحب سے اسوقت ہی کہا تھا کہ انجمن کو انجمن بنائیے اور پھر چندہ کا مطالبہ کیجئے اسوقت تو بیشتر ارباب وطن انجمن کے نام کو بھی بھول چکے ہیں چندہ وصول ہو تو کیونکر۔ کام کر کے دکھلائیے پھر چندہ کا مطالبہ موزوں و مناسب ہوگا۔ تعطیلات کا زمانہ یا اعراس آیام میں جب باہر سے وطن آنے والوں کی تعداد کافی ہوتی ہے انکو تھوڑی سرگرمی دکھانے سے انجمن کو کافی فائدہ ہو سکتا ہے۔

ہم ایک بار پھر انجمن کے موجودہ ارباب عقد کو متوجہ کرتے ہوئے یہ صاف طور پر عرض کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اُنکی یہ بے توجہی صرف قابل افسوس ہی نہیں باعث شرم بھی ہے

اور یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اگر وہ انجمن کی اصلاح و ترقی سے بد دل ہو چکے ہیں تو دوسرے سرگرم عمل نوجوانوں کی کوشش کا امتحان کیا جائے ۔ آخر میں ہم صرف اسقدر اور عرض کرینگے کہ اس صحیح تنقید کو کسی پارٹی فیلنگ پر محمول نہ کیا جائے بلکہ نیک نیتی اور اخلاص سمجھا جائے۔

نقوش

ڈسٹرکٹ بورڈ کی بے توجہی :- یوں تو خدا وندان ڈسٹرکٹ بورڈ کو کاکوری میں اصلاحات کا خیال کبھی آتا ہی نہ تھا لیکن اب تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ جو ادارے سابق ہمدردان قصبہ کی کوششوں سے قائم ہوئے تھے اُنکی اصلاح کرنے اور ترقی دینے کے بجائے اس طریقہ سے مٹانے کی اندرونی کوشش کی جا رہی ہے کہ مین وقت پر لوگوں کو اعتراض کا موقع نہ ہو۔ کئی سال سے جبریہ تعلیم کے نفاذ کے بعد لڑکوں کے مدرسوں کے ساتھ ساتھ دو نسواں سکول بھی قائم ہوئے ایک ہندو لڑکیوں کیلئے اور دوسرا مسلمان بچیوں کے لئے جو برابر خاموشی سے چل رہے تھے اور کافی تعداد میں لڑکیاں تعلیم حاصل کر رہی تھیں۔ کچھ عرصہ سے ایک لیڈی سپرنٹنڈنٹ تمام ضلع کے نسواں سکولوں کی نگران مقرر ہوئیں جنکے متعلق سُنا گیا ہے کہ ایک سال کے اندر دو ضلعوں کا چکر لگا کر پھر بدقسمتی سے چیرمین صاحب ایجوکیشن کمیٹی، ڈسٹرکٹ بورڈ لکھنؤ کی سرپرستی میں آگئی ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحبہ کے کام کا نگراں کون ہے؟ یہ ہم کو معلوم نہیں اور نہ ہم چیرمین تعلیمی کمیٹی سے اسکو پوچھنا چاہتے ہیں۔ قیاس غالب یہ ہے کہ براہ راست وہ انھیں کے ماتحتی میں ہونگی بہر حال چیرمین صاحب کو سپرنٹنڈنٹ صاحبہ سے یا سپرنٹنڈنٹ صاحبہ کو چیرمین صاحب سے جو کچھ دلچسپی ہو سکو اس سے مطلب نہیں کاکوری کے نسواں مدارس کے ساتھ جو انکا طرز عمل ہے خصوصاً مسلم گرلز اسکول کی ترقی جسطرح اُنکی آنکھوں میں کھٹک رہی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ حال ہی میں سالانہ امتحانات کے وقت جو طریقہ انھوں نے نو عمر طالبات کے ساتھ رکھا اور جو جو الفاظ کہکر لڑکیوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کی اُسکے نتیجہ میں جو کچھ ہوا (باقی صفحہ پر)

بہادر شاہ کا دسترخوان

بہادر شاہ خاندان مغلیہ کا آخری بادشاہ تھا۔ حکومت کی سطوت و جبروت مٹ چکی تھی۔ مغلیہ شکوہ و جلال کا آفتاب لب بام آچکا تھا۔ سلطنت کا دور دورہ اور پہلا سا تمول باقی نہ رہا تھا پھر بھی قلعہ کے اندر کچھ نہ کچھ جھلک شاہی عظمت اور مغلیہ حکومت کی نظر آجاتی تھی۔ دیکھئے اس ٹمٹماتی ہوئی سلطنت کا دسترخوان کس شان کا ہوتا تھا۔ اور دونوں وقت کیا کیا کھانے جاتے تھے۔

جس وقت کھانا کھانے کا وقت ہوتا تھا۔ اُس وقت خاصے والیاں بڑے اطمینان کیساتھ شفاف چمڑے کا ٹکڑا بچھا کر اس پر سفید رنگ کی چاندنی ڈالدیتی تھیں۔ اُس چاندنی پر ڈیڑھ فٹ اونچی ایک چوکی رکھ کر اوپر اُسی طرح پھر چمڑا اور سفید چاندنی بچھائی جاتی۔ داروغہ طعام دسترخوان کے برابر بیٹھ کر خاصہ داریوں کو کھانا لانے اور انہیں قرینے سے لگانے کا حکم دیتی تھی۔

آن کی آن میں دسترخوان پر چپاتیاں۔ پھلکے۔ پراٹھے۔ روغنی روٹی خمیری روٹی۔ بری روٹی۔ بادام کی روٹی۔ پستے کی روٹی۔ شیرمال کلچے۔ باقرخانی۔ چاول کی روٹی۔ گاجر کی روٹی۔ نان پنبہ۔ نان گلزار۔ وغیرہ چن دی جاتیں۔ اسکے بعد پلاؤ کے اقسام شروع ہوتے یعنی پلاؤ۔ نور محل پلاؤ۔ کشمش پلاؤ۔ نرگسی پلاؤ۔ فالسئی پلاؤ۔ آبی پلاؤ۔ سنہری پلاؤ۔ روپہلی پلاؤ۔ لال پلاؤ۔ زردی پلاؤ۔ بیضہ پلاؤ۔ مرغ پلاؤ۔ انناس پلاؤ۔ کوفتہ پلاؤ۔ متنجن پلاؤ۔ وغیرہ اسکے بعد زردہ۔ من وسلوئی۔ مختلف اقسام کی کھیریں۔ دلیے۔ سموسے۔ تیتلے سلونے۔ قورمے۔ دوپیازہ۔ ہرن کا قورمہ۔ مرغابی کا قورمہ۔ پرندوں کے بھنے ہوئے مختلف الاقسام گوشت وغیرہ۔

پھر سیخ کے کباب، شامی کباب، تیتر کے کباب، بٹیر کے کباب، لگنی کے کباب، لوزات کے کباب، خطائی کے کباب، سمرقندی کباب، رختائی کباب، مچھلی کے کباب وغیرہ۔

اس کے بعد رائتے، دہی بڑے، تلی ہوئی دالیں، چنے کی دال کا بھرتہ، آلو کا بھرتہ، بینگن کا بھرتہ، آلو کا دلمہ، بادشاہ پسند کریلے، بادشاہ پسند دال وغیرہ اسکے بعد حلوؤں کی کابیاں چنی جاتیں۔ گاجر کا حلوہ، ملائی کا حلوہ، بادام کا حلوہ، پستے کا حلوہ، روے کا حلوہ۔ انڈے کا حلوہ، پیٹھے کا حلوہ، سوہن کا حلوہ، آم کا مربہ، انناس کا مربہ، سیب کا مربہ، آنولے کا مربہ، کریٹ کا مربہ،

سنگترے کا مربہ، ترنج کا مربہ، گگروندے کا مربہ، لیموں کا مربہ، گڑھل کا مربہ، بادام کا مربہ، پستے کا مربہ، لیموں کا اچار، شلغم کا اچار، گاجر کا اچار وغیرہ۔

بادام کے نقل، مٹھائی کے سنگترے، شریفے، امرود، جامنیں، انار، سیب، انگور، لیچی، آم، مٹھائی کی بنی ہوئی گیہوں کی بالیں۔ حبشی لڈو، موتی چور کے لڈو، بادام کے لڈو، پستے کے لڈو۔ افروٹ کے لڈو، مونگ کے لڈو۔

مٹھائیاں انواع و اقسام کی ہوتی تھیں، امرتی، جلیبی، گلاب جامن، برفی، قلاقند کے علاوہ، موتی پاک، در بہشت، بالوشاہی، اندرسے کی گولیاں، یہ انواع و اقسام کے کھانے چھوٹی چھوٹی خوبصورت تشتریوں، قابوں، رکابیوں، اور پیالوں میں رکھکر قرینے سے چن دی جاتی تھیں۔ بادشاہ چوکی کے سامنے جلوہ افروز ہوتے تھے، دائیں طرف ملکہ جہاں۔ ادھر ادھر بیگمات اور بائیں طرف شہزادے اور شہزادیاں بیٹھتی تھیں۔

محل کا کرۂ طعام، مشک و عنبر، زعفران اور کیوڑے گلاب چنبیلی کی خوشبوؤں سے مہکتا ہوتا تھا۔ خاصہ داریاں اور داروغہ حکم کے منتظر دست بستہ ایک طرف کھڑے رہتے تھے۔

یہی اہتمام ہاتھ دھلانے اور منہ پونچھنے میں ہوتے تھے۔ رومالی، زانو پوش، دست پاک۔ چینی پاک اپنی اپنی جگہ رکھے ہوتے تھے، چنبیلی کی کھلی، گلاب کی کھلی۔ اور صندل کی ڈبیاں۔ صابن کے بجائے موجود ہوتی تھیں۔

یہ طمطراق تھا۔ آخری شاہ دہلی کا، اور یہ لوازمات تھے کھانے کے، پھر یہ باتیں عہد عروج و اقبال کی نہیں۔ بلکہ زمانۂ انحطاط و زوال کی ہیں۔ جب کہ تمام شاہی تکلفات مٹ چکے تھے۔ وہ اہتمام کئے جاتے تھے۔ کہ اس ترقی یافتہ دور میں۔ ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور حالات پڑھ کر عقل حیران ہوتی ہے۔ بادشاہ ہر چیز میں سے ایک ایک لقمہ اٹھا لیتے تھے، اور پھر جس سالن سے چاہتے تھے تو کھانا سیر ہو کر کھا لیتے تھے۔

سکریٹری انجمن اخوان الصفا نے ہمارے پاس حسب ذیل پروگرام برائے اشاعت روانہ کیا ہے

انجمن اخوان الصفا کا گرمائی تفریحی پروگرام

(۱) کیرم - سنگلز - فیس داخلہ - ۰۔۔۳۔۔۰

ڈبلز - فیس داخلہ ۰۔۔۴۔۔۰ مجموعی فیس داخلہ ۰۔۔۴۔۔۰

(۲) بیڈمنٹن - سنگلز - " ۰۔۔۸۔۔۰

ڈبلز - " ۰۔۔۱۲۔۔۰

(۳) برج - " ۰۔۔۴۔۔۰

(۴) شطرنج - " ۰۔۔۴۔۔۰

(۵) مشاہیر کاکوری پر مضامین - تحقیقاتی کمیٹی کے فیصلہ پر پہلے اور دوسرے مضمون پر انعام دیا جائے گا۔

(۶) مشاعرہ - مصرع طرح - جلوؤں کے ازدحام نے حیران بنا دیا۔ آسمان - حیران - ایمان - قافیہ - بنا دیا - ردیف - اسکے علاوہ غیر طرحی مشاعرہ بھی ہوگا۔ اشعار کی تعداد ۹ سے زیادہ نہ ہوگی۔

(بچوں کے لیے)

بیت بازی - تین لڑکوں کی ایک ٹیم ہوگی - فیس داخلہ مفت - ۱۲ برس کے عمر تک کے لڑکے شریک ہو سکتے ہیں۔ "

برجستہ تقریری مقابلہ - ۱۶ برس تک کے لڑکے شریک ہو سکتے ہیں۔ "

۱۰۰ گز کی دوڑ - ۴۴۰ گز کی دوڑ - ہائی جمپ - لانگ جمپ - کرسی کی دوڑ - (فیس داخلہ تمام چیزوں کی ۲؍) ۱۲ برس کی عمر تک کے لڑکے شرکت کر سکتے ہیں۔

کیرم سنگلز - فیس داخلہ (۰۔۔۱۔۔۰) ۱۲ برس کی عمر تک کے لڑکے شریک ہو سکتے ہیں۔

نوٹ: - تیسری جون سنہ ۴۰ء سے تمام مقابلے شروع ہو جائینگے۔ دوسری جون کو شام کے چار بجے تک تمام نام مع فیس داخلہ سکریٹری کے پاس پہونچ جانا چاہیئے۔

انوار احمد علوی
سکریٹری انجمن اخوان الصفا کاکوری۔

(بقیہ مضمون بسلسلہ نوسشس)

وہ یہ کہ درجہ چہارم کی سب لڑکیوں کو ناکامیاب کیا گیا اور ان کی سال بھر کی محنت بیک گردش قلم خاک میں ملا دی گئی۔ جبکہ یہ سنا جا رہا تھا کہ سشن آئندہ یعنے جولائی سنہ ۴۰ء سے مسلم نسواں اسکول چھٹے درجہ تک ہو جائیگا۔ یہ ایک طریقہ بجھ بوجھ کر اختیار کیا گیا کہ جس سے

سے ترقی پاکر پانچویں کلاس میں لڑکیاں نہ جا سکیں تاکہ چھٹے درجہ تک مدرسہ نہ پہونچ سکے۔ یہ ہے وہ کوشش جسکو اندرونی طور پر لیڈی سپرنٹنڈنٹ انجام دے رہی ہیں۔ چیرمین صاحب ایجوکیشن کمیٹی سے لیڈی سپرنٹنڈنٹ کی شکایت ہم کر چکے۔ اگر اُنھوں نے اُنکی غلطیوں کی جانب توجہ کی ہوتی تو پھر ڈیڑھ سال کے بعد دوبارہ انکا تقرر نہ کرتے۔ ہم اسوقت صرف اتنا چیرمین صاحب سے کہنا چاہتے ہیں کہ اگر کاکوری کی لڑکیوں کی تعلیمی سرگرمیوں پر اس طرح ضرب لگائی گئی تو اہل کاکوری اسکو برداشت نہ کر سکیں گے۔

نرالی دنیا:- کے نام سے ایک ماہوار رسالہ لاہور سے نکلنا شروع ہوا ہے جس کی ادارت کی ذمہ داری ہمارے وطن کے خوش فکر و ہونہار نوجوان منشی حسن ابن ضیا علوی عقیل نے اپنے سر لی ہے منشی روشن لال دیوانہ رسالہ کے مالک ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ کچھ انصاف پسند ہندو اصحاب بھی ایسے موجود ہیں جو اُردو زبان کی خدمت اپنی زبان سمجھ کر کر رہے ہیں۔ رسالہ ہر حیثیت سے خاصہ دلچسپ ہے، معاونین و اہل قلم حضرات کی فہرست میں ایسے لوگ نظر آتے ہیں جن سے اُمید ہے کہ نرالی دنیا کا اجرا جن مقاصد کے پیش نظر کیا گیا ہے وہ پورے ہونگے اور جوان سال اڈیٹر کی کاوش دماغی رسالہ کو بام ترقی پر پہونچا دے گی۔ رسالہ میں مضامین اچھے اور سُتھرے ہیں لیکن ادبیت کم اور رومانیت زیادہ ہے جسکی وجہ غالبا لوگوں کا مذاق اور حسن ابن ضیا علوی کی لاہور سے دوری ہے۔ امید ہے کہ ہمارے نوجوان ہموطن رسالہ کی اصلاح کی جانب پوری توجہ کرکے اپنے علمی مذاق کا پورا پورا ثبوت دینگے ہم اپنے عزیز و ہم وطن نوجوان کے اقدام پر دلی مبارکباد دیتے ہیں۔ رسالہ کا سالانہ چندہ عہ اور فی پرچہ کی قیمت عہ ہے نمونہ کا پرچہ ۲/ میں دفتر "نرالی دنیا" قلعہ گوجر سنگھ۔ لال چوک لاہور سے طلب کیا جا سکتا ہے۔

مشہور ہستیوں کے دلچسپ لطیفے

ٹالسٹائی ایک مرتبہ بازار سے گذر رہا تھا کیا دیکھتا ہے کہ پولیس کا ایک کانسٹیبل ایک بھکاری کو سخت و سست کہہ رہا ہے ٹالسٹائی نے کانسٹیبل کے قریب جاکر کہا "کیا تم نے انجیل پڑھی ہے اور تمھیں معلوم ہے کہ اسمیں گداگروں سے نیک سلوک کرنیکے متعلق کیا لکھا ہے؟" "کیا تم نے ضابطہ فوجداری کا مطالعہ نہیں کیا؟" کانسٹیبل نے کہا "اور تمھیں معلوم نہیں کہ بھیک مانگنے والوں کے متعلق کیا لکھا ہے؟"۔

جرمنی کے مشہور مدبر بسمارک اور برطانوی سفیر سے کسی مسئلہ پر جھگڑا ہوگیا۔ برطانوی سفیر نے کہا "برطانوی حکومت کے مطالبات پورے نہ کیے گئے تو برطانوی فوجیں فوراً جرمنی پر حملہ کر دیں گی۔ اُسوقت آپ کیا کریں گے؟"

بسمارک نے نہایت اطمینان سے جواب دیا "میں پولیس کو حکم دوں گا کہ اُنھیں گرفتار کر لیا جائے"۔

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا جلسہ ہو رہا تھا سرسید، نواب محسن الملک، نواب وقار الملک، شبلی، حالی، نذیر احمد بھی موجود تھے اتنے میں پنجاب کے ایک مشہور زمیندار جو خطاب یافتہ بھی تھے۔ تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ اور بڑے جوش سے فرمایا کہ سرسید ہماری قومی کشتی کے ناکتخدا ہیں۔ محفل دیوار قہقہہ بنگئی۔ سرسید بڑے متین بزرگ تھے لیکن اپنی ناکتخدائی کا ذکر سنکر انھیں بھی بے اختیار ہنسی آگئی۔

ڈپٹی نذیر احمد مرحوم بڑے بذلہ سنج اور حاضر جواب شخص تھے ایک مرتبہ علماء میں یہ بحث چلی کہ اجمیر شریف، تونسہ شریف، بغداد شریف کہنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض علما اسکے موافق تھے بعض مخالف۔ ایک شخص نے مولانا سے بھی فتویٰ طلب کیا اُنھوں نے جواب میں فرمایا "اگر مزاج شریف کہنے میں کوئی مضائقہ ہے تو بیشک اجمیر شریف کہنا بھی درست نہیں"۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۸) کتاب کے آخر میں ضمیمہ جات نے اور بھی اُسکی قدر بڑھادی ہے۔ آخری ضمیمہ میں سر تیج بہادر سپرو، پنڈت نہرو، مسٹر گاندھی کے پیغامات جو مذکورہ الصدر لوگوں نے اردو کے متعلق کل اردو کانفرنس علیگڑھ میں بھیجے تھے شامل ہیں جو بالکل نئی چیز ہے اور خوب ہے۔ سب سے زیادہ قابل قدر دلچسپ حصہ "سخنہائے گفتنی" کا ہے۔ کتاب بہت ہی خوب ہے۔ کچھ خامیاں کتاب میں رہ گئی ہیں جو انشاء اللہ آئندہ اڈیشن میں حضرت مولف [illegible]

وطن کی خبریں

نوٹ:- اعزاء احباب اور سب اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم:- گرمی دن کو خوب ہوتی ہے اور ۱۰ بجے کے بعد سے لو بھی گذشتہ ہفتہ تک خوب چلی ۲۷ و ۲۸ مئی کی درمیانی شب میں ۲ بجے شدید آندھی اور تھوڑی دیر موسلادھار بارش نے لو کے شدائد کو دفع کردیا ہے لیکن بعض اوقات اُس سے تکلیف ہوتی ہے۔ البتہ اگر ابتدائی حصہ رات نہیں تو ۱۰ بجے شب کے بعد سکون سے نیند آتی ہے۔ اُس کے بعد مچھروں کی یورش باعث اذیت ہوتی ہے۔ اس طرف کی

آب و ہوا:- چیچک کی شکایات ابھی تک سنی جاتی ہیں۔ زکام و نزلہ سے لوگوں کو بخار آنے کا حال بھی معلوم ہوا ہے۔

میلاد شریف:- ۱۶ و ۱۷ مئی سنہ۴۳ء کی درمیانی شب میں محلہ قاضی گڑھی کی مسجد میں محفل میلاد سرور دو جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم منعقد ہوئی تھی۔ مولانا اکرم علی صاحب ملیح آبادی نے دو ڈھائی گھنٹہ اسلام و نبوت پر نہایت دلچسپ انداز میں بیان فرمایا۔ تقریر اسقدر دلچسپ و عام فہم اور سبق آموز تھی کہ تمام مجمع نے نہایت سکون و توجہ سے سُنا اور عوام و خواص سب ہی بہت محظوظ ہوئے مجمع بہت کثیر تھا پوری مسجد بھری ہوئی تھی اور مسجد کے باہر بھی کافی اجتماع تھا عبدالعزیز منتظم میلاد نے مسجد کو بڑی خوبصورتی سے آراستہ کیا تھا اور کنول و ہانڈیاں لگاکر روشنی کا انتظام کیا تھا مسجد کے باہر بھی جھنڈیاں لگائی اور پھاٹک بنائے گئے تھے۔ بیان کے بعد حاضرین نے نہایت خضوع و خشوع سے سربلندی اسلام کیلئے دعا کی اور جملہ حاضرین کو بوندیاں تقسیم کی گئیں۔

تقریبات:- (۱) منشی غلام احمد علوی فرقت خلف منشی شوکت علی مرحوم (گڑھی) کا عقد نکاح شیخ انیس احمد عباسی بی۔ اے (احاطہ غلام جیلانی) کی بڑی بیٹی سے بمقام لکھنؤ گذشتہ ماہ میں ہوا تھا۔ رخصتی عروس کئی دن کے بعد عمل میں آئی تھی۔

(۲) شیخ احمد علی عرف شہنشاہ خلف اکبر شیخ ریاست علی مرحوم (ملاٹولہ) کا نکاح ۲۲ مئی سنہ۴۳ء (پنجشنبہ) کو بمقام بجنور منشی نظیر حسن کی بیٹی سے ہوا اور دوسرے دن (جمعہ) دلہن لکھنؤ بیاہ کر آئی۔ کاکوری سے ارباب برادری۔ اعزا و احباب کے علاوہ معززین قصبہ کو بھی دعوت شرکت دیگئی تھی لکھنؤ میں دعوت ولیمہ بھی ہوئی۔

(۳) منشی رفیق احمد علوی بی۔ اے خلف پروفیسر منشی حبیب احمد علوی ایم۔ ایس۔ سی (باؤلی) کا عقد ۱۹ مئی سنہ۴۳ء (شنبہ) کو ۱۰ بجے صبح کو منشی عبدالرحمن علوی (احاطہ حضرت صاحب) کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ بعد مغرب رخصتی عروس عمل میں آئی اور ۱۰ بجے شب کو منشی حبیب احمد علوی کی جانب سے دعوت ولیمہ ہوئی اور دوسرے دن (۲۷ مئی کو منشی عبدالرحمن علوی کی طرف سے دعوت چوتھی ہوئی تھی۔ اس تقریب کے سلسلہ میں ۲۵ مئی کو باؤلی پر ایک ایٹ ہوم بھی ہوا تھا۔

ولادت:- معلوم ہوا کہ بخانۂ مولوی اسلام الدین علوی ۳ مئی سنہ۴۳ء بروز پنجشنبہ فرزند تولد ہوا۔ زچہ و بچہ بخیریت ہیں۔

تتمہ فہرست طلبہ سنہ۴۳ء:- حمیرہ خاتون (ابنت شیخ حشمت علی لکھنوی و بھانجی مولوی غیاث الدین علوی (مولوی محلہ) میٹرک (فائنل، لیڈی اردن اسکول دہلی) عزت علی خلف شیخ حشمت علی مڈل (فائنل، یونین اکاڈمی اسکول دہلی۔ راحت علی لوور مڈل۔

نتائج امتحانات:- حسب ذیل طلبہ کی کامیابی امتحانات کی اطلاع ملی ہے:- محمد ابن علی علوی ایل ایل بی (سال اول)، سید اختر حسین ایم اے (سال اول)، احتشام علی عباسی ایف اے (سال اول)، معین احمد علوی ڈی۔ آئی۔ ٹی (فائنل) تمکین الدین علوی طب یونانی (فائنل)، ڈاکٹر مشتاق احمد علوی (ڈی۔ پی ایچ)، حمیرہ خاتون میٹرک (فائنل، سکنڈ ڈویژن۔ عزت علی مڈل (فائنل)، راحت علی۔ لوور مڈل۔

مشاعرہ:- ۹ مئی سنہ۴۳ء کو بمقام عرس کیمپ قاضی راشد علی عباسی میں بزم ادب کاکوری کے زیر اہتمام مشاعرہ ہوا تھا۔ اجتماع تھا لیکن بلحاظ موقع کافی نہیں کہا جا سکتا۔ تین غزلیں قابل ذکر ہیں

حکیم مولوی حکیم الدین علوی تق، منشی عبدالکریم تحق۔ سید خورشید علی بقا سکریٹری بزم ادب۔

جلسۂ عام:۔ مقامی مسلم لیگ کے زیر اہتمام ایک جلسۂ عام بصدارت مولوی بشیر احمد صاحب علوی بی اے ۳۰ و ۳۱ مئی کی درمیانی شب میں عرس سے قریب تر مقام کھلی و پُرفضا جگہ پر انعقاد پذیر ہوا تھا۔ مقررین میں مولوی عبدالرؤف عباسی، اڈیٹر روزنامہ حق، لکھنؤ اور مولانا مفتی عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی تھے۔ ہر دو حضرات نے آل انڈیا مسلم لیگ کی اسکیم "پاکستان" کی وضاحت کرتے ہوئے ملک کی موجودہ فضا اور جنگ سے جو حالات پیدا ہونے کا اندیشہ کیا جاتا ہے اُسکے پیش نظر مسلمانوں کو جلد سے جلد منظم ہوکر اپنی حفاظت کیلئے انتظام کرنیکی ہدایت کی اور اسوقت گھریلو اختلافات اور شکوہ و شکایت کو ختم کرکے تمام اسلامی جماعتوں میں پورا اتحاد عمل ہونا ضروری بتایا۔ باوجود شدید گرمی حبس کے اجتماع اچھا تھا۔

صحت و سکون:۔ (۱) معلوم ہوا کہ اعلیٰحضرت جناب شاہ حسن علی صاحب قلندر بہت علیل ہوگئے تھے شدید بخار آیا اور نمونیہ کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ اب بفضلہ تعالیٰ مزاج رو بصحت ہے اور نمونیہ کے اثرات بڑی حد تک زائل ہو چکے ہیں۔

(۲) منشی سعید احمد علوی (دیجیہ ٹولہ) کے متعلق سُنا گیا کہ شدید قلبی دورہ پڑا تھا۔ فوراً طبی امداد سے سکون ہوا۔ کئی روز تک قلبی تکلیف سے ضعف و اضمحلال رہا۔ بحمداللہ اب بالکل اچھے اور چلتے پھرتے ہیں۔

(۳) اہلیہ حاجی منشی اعجاز علی صاحب کو سنا ہے کہ بہت سخت علیل ہوگئی تھیں بخار شدید آیا جس نے بہت ضعیف و نحیف کردیا تھا اب معلوم ہوا ہے کہ بفضلہ طبیعت رو باصلاح ہے اور کمزوری بھی رفع ہو رہی ہے۔

(۴) اطلاع ملی ہے کہ گذشتہ ہفتہ میں بمقام لکھنؤ مولوی نظام الدین حیدر وکیل کے حوالی قلب درد اٹھا تھا۔ کچہری سے ایک مقدمہ کی پیروی کے بعد پلٹ رہے تھے کہ راستہ میں تکلیف محسوس ہوئی اور گھر پہونچتے پہونچتے بہت زیادہ بےچین ہوگئے۔ فوراً ڈاکٹر کو طلب کرکے رجوع کیا گیا جنکی مجوزہ دواؤں سے سکون ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب بہت اچھے ہیں تکلیف رفع ہوچکی ہے صرف ضعف ہے جو انشاءاللہ جلد رفع ہو جائیگا۔

علالتیں:۔ (۱) مولوی تحسین الدین علوی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ بخار ابھی برابر رہتا ہے۔ علاج جاری ہے۔ ضعیف ہوگئے ہیں اللہ تعالیٰ صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) اہلیہ شیخ شاہد علی (ملا ٹولہ) کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ انجکشن سے کچھ زیادہ فائدہ نہیں ہوا اور اب کسی دوسرے طبیب سے رجوع کیا گیا ہے ضعف بدستور ہے اور منہ کے چھالے ابھی باعث اذیت ہیں۔ بخار میں کچھ کمی بیان کی جاتی ہے۔ خداوند کریم صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(۳) اتفاقیہ طور پر راستہ میں مولوی محمد حسن عباسی (قاضی گڑھی) کے ران میں پاگل کتے نے کاٹ لیا تھا زخم گہرا تھا اور کافی خون نکلا مقامی ڈاکٹر نے فوراً لکھنؤ جاکر انجکشن لینے کی ہدایت کی چنانچہ روزانہ لکھنؤ جاکر انجکشن لے رہے ہیں جسکا کورس ۱۴ دن کا ہے اللہ جلشانہ جلد سمی اثرات زائل فرمائے۔

اعراس:۔ ۲۹ مئی سنہ ۴۶ء سے تکیہ شریف کاظمیہ پر عرس کے مراسم شروع ہوئے پہلی محفل حسب دستور بعد نماز عصر شروع ہوئی۔ اور قریب نماز مغرب ختم ہوئی۔ دوسری محفل بعد نماز عشا شروع ہوکر ۱۲ بجے شب کے بعد ختم ہوئی۔ دوسرے دن (۳۰ مئی) صبح ۹ بجے سے مجلس سماع شروع ہوئی اور ایک بجے کے قریب ختم ہوئی سہ پہر کو بعد نماز عصر تھوڑی دیر قوالی ہوئی اُسکے بعد حضرت شاہ محمد کاظم قلندرؒ کا قل ہوا۔ پنج آیت اور فاتحہ خوانی کے بعد الائچی دانے تبرک میں تقسیم ہوئے۔ شب کو تیسری محفل ہوئی جو ۱۲ بجے شب کو ختم ہوئی۔ تیسرے دن (۳۱ مئی) کو ۹½ بجے صبح سے محفل شروع ہوئی اور ۱۲ بجے کے بعد ختم ہوئی۔ بعد نماز جمعہ ۳½ بجے سے حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ کے قل کی محفل شروع ہوئی اور قبل نماز عصر ختم ہوئی۔ پنجآیت و فاتحہ خوانی کے بعد الائچی دانے تقسیم ہوئے۔ سماع کی تمام محفلیں نہایت کامیاب

رہیں اہل دل حضرات کو خوب لطف آیا اور قوالوں کو تقریباً ہر محفل میں خوب ملا۔ میلہ کا جہاں تک تعلق ہے باوجود شدید گرمی کے اجتماع کثیر تھا لیکن دوکاندار نسبتاً سال پہلے ماسبق کے مقابلہ میں کم تھے۔ لنگر کی تقسیم حسب دستور عام طور پر ہوئی اور منتظمین نے بڑی جانفشانی و راتوں کو جاگ کر تمام زائرین، دوکانداروں و مہمانوں کو کھانے دونوں وقت پہونچائے ۔ علاوہ میلہ کے عام لنگر کے قصبہ میں بھی حسب دستور قدیم گھروں پر کھانے جاتے رہے۔

معاودت وطن و واپسی :۔ حسب ذیل حضرات گذشتہ ہفتہ میں وطن آئے تھے :۔ ڈاکٹر حکیم احمد علوی ۲۶ر مئی کو آئے تھے اور ۳۰ر مئی کو ریاست ٹونک واپس گئے۔ مولوی نظام الدین حیدر عباسی، مولوی شمیم الدین علوی حیدرآباد سے۔ منشی عبدالرحمٰن گونڈہ سے منشی عبدالعزیز امروہا سے۔ حکیم محمد احمد علوی مین پوری سے۔ رفیق الدین احمد علوی دہلی سے ان حضرات کے علاوہ اور بھی بہت سے اہل وطن بغرض شرکت عرس کاکوری آئے تھے۔ بعض ابھی مقیم ہیں اور بیشتر واپس بھی چلے گئے۔

متفرقات :۔ بارہ بنکی کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا کہ شیخ محمد فاروق علی عباسی اوورسیر ڈسٹرکٹ بورڈ بہرائچ کل انجینیری کے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ خدا کرے یہ قائم مقامی مستقلی کا پیش خیمہ ہو۔ یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ فاروق علیصاحب کا آٹھ سالہ بچہ فروغ احمد سلمہ اس سال انگریزی کے چوتھے درجہ میں پانچویں نمبر سے کامیاب ہوا ہے ساتھ ہی یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ فاروق علیصاحب کے تینوں بچے انفلوانزا میں مبتلا ہو گئے تھے ایک ہفتہ بچوں کو شدید نزلہ وری بخار اور کھانسی کی تکلیف رہی۔ اب بفضلہ بچے اچھے ہیں۔

تنقید

(از منشی حسن ابن ضیا علوی صاحب ضیا کاکوری)

ہندو ادیب :۔ عرصہ سے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ عوام غیر فطری طور پر ایک بناوٹی زبان سیکھیں اور اس زبان سے کنارہ کش ہو جائیں جو ہندو مسلمانوں کے باہمی میل جول اور ربط و ضبط کا نتیجہ ہے اُن خود غرضوں کو کیا کہا جائے جو اُردو ادب کو مٹانا چاہتے ہیں ناظر صاحب کاکوروی نے اس کتاب کو تالیف کرکے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اُردو کا مسئلہ صرف لسانی نہیں بلکہ تہذیب کا مسئلہ ہے بلحاظ موضوع ناظر صاحب کی یہ بہت قابل ادب ہے کہ اپنے پُر آشوب زمانہ میں ادب کی یوں آپ نے خدمت کی۔ یقین ہے کہ حضرت مولف کی انشا پردازی۔ دیدہ ریزی۔ محنت اور تلاش کی داد قدر شناس حضرات ضرور دیں گے۔ کتاب $\frac{20 \times 30}{16}$ کے ۲۵۶ صفحات کی ہے انوار بکڈپو امین آباد پارک لکھنؤ سے بقیمت عیر ملسکتی ہے۔ کتاب اتنی عمدہ ہے کہ اگر اسکو اردو کی انسائکلو پیڈیا کہا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ "ہندو ادیب" میں ہر قسم کے معلومات درج ہیں۔ شروع میں حضرت فراق اور مولوی ضیاء الحسن علوی ایم اے کے خطوط ہیں دونوں حضرات نے مولف کی عرقریزی کی مناسب الفاظ میں داد دی ہے اسکے بعد حضرت خواجہ حسن نظامی کا دیباچہ ہے جسکے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے اور بقول مولف "کتاب کا مقصد نقد و تبصرہ نہیں ہے بلکہ شعرا کو روشناس کرایا گیا ہے" مختصر حالات کے ساتھ ہندو شعرا کے کلام کا نمونہ بھی درج کیا گیا ہے شعرا کے ساتھ اکثر ادیب و نثار کا حال بھی درج ہے۔ ہندوستان کا ایک نقشہ بھی شامل ہے جسمیں اردو ادب کے اشاعت کے مرکز ۱۸۳۲ء تک دکھائے گئے ہیں اور کاکوری کو بھی اسکی بعض خصوصیات و مرکزیت کی وجہ سے نقشہ میں دکھایا گیا ہے اور بعض نامور و مشہور لوگوں کا حال بھی پیدائش کے تحت درج ہے۔ مولف و پبلشر دونوں کا وطن اتفاق سے کاکوری ہی ہے اسلئے اپنا حال خود لکھنا کچھ ناموزوں سا معلوم ہوتا ہے۔ ایسے ارباب وطن کا حال شامل کرنا جو کوئی ممتاز حیثیت نہیں رکھتے مناسب نہ تھا صرف اُن لوگوں کا حال جو نہ صرف وطن بلکہ ملک کے درخشاں ستارے کہے جانے کے مستحق ہیں اور اپنی ادبی تصانیف کی وجہ سے ہندوستان میں کافی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ درج کتاب کرنا زیادہ مناسب و موزوں تھا۔ خاکسار کا تذکرہ حضرت مولف نے ازراہ خلوص کتاب میں کر دیا ورنہ من آنم کہ من دانم۔

(باقی صفحہ ۵ پر)

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین پرنٹر طبع ہو کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (دلالی) کاکوری سے سید محمد مشیرالدین نے شائع کیا۔